باب چہارم

تعلیمِ نسواں کی علیحدگی اور اس کے مضمرات

اسلام میں تعلیم کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس حوالے سے مرد اور عورت میں کوئی تخصیص بھی نہیں کی گئی بلکہ دونوں کے لئیے تعلیم ضروری قرار دی گئی ہے۔ عورتوں کی تعلیم بھی انتہائی اہم ہے کیونکہ بچے کی ابتدائی تربیت یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ قوم کی تعلیم کا دارومدار ماں کی تعلیم پر ہے۔ اگر وہ جاہل ہو گی تو قوم جاہل رہے گی۔ اگر والدہ کے قلب میں نورانیت موجود ہے تو بچے بھی نورانیت سے فیض یاب ہوں گے۔ اور اگر ماں نورانیت سے خالی ہے تو بچے بھی ایسے ہی رہیں گے۔ تاریخِ اسلام میں عورتوں کی تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اور تاریخِ اسلام میں عورتیں بھی علم و فضل میں ممتاز رہی ہیں مثلاً حضرت عائشہؓ سے احکام و مسائل، اخلاق و آداب اور سیرتِ نبوی سے متعلق 2200 روایات مروی ہیں جو کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میری وحی کا آدھا علم تمام صحابہؓ سے اور آدھا علم حضرت عائشہؓ سے سیکھو۔ (1)

اسی طرح حضرت اُم ایمنؓ کے بارے میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا ۔ "ام ایمنؓ میری ماں کے بعد دوسری ماں ہے۔" وہ علم و عمل کا پہاڑ تھیں۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ علم کا بحر تھیں۔ حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ وہ مردوں سے زیادہ مسائل سے واقف اور عالم تھیں۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جو علمی مشکل ہمیں پیش آتی۔ حضرت عائشہؓ کے پاس اس کے متعلق تحقیق ملتی تھی۔ (2)

بخاری شریف میں ہے ۔قال مالک بن الحویرث قال لنا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرْجِعُوْا اِلٰی اَھْلِیْکُمْ فَعَلِّمُوْھُمَا (بخاری شریف 1 : 19) حضرت مالک بن الحویرث کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ہم سے فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں تعلیم دو ۔

اہل سے مراد عموماً بیوی لیا جاتا ہے۔امام راغب اصفہانی نے لکھا ہے۔ "آدمی کے اہل سے مراد اس کی بیوی ہوتی ہے۔" (3)

کنزالعمال کی ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا:

"جس شخص کے ہاں کوئی بیٹی ہو،پھر وہ اسے بہترین آداب سکھائے اور عمدہ ترین تعلیم دے اور مقدور بھر اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے تو وہ بیٹی اس کے لئیے جہنم کی آگ سے چھٹکارے کا باعث بنے گی ۔" (4)

حضورؐ نے فرمایا "دُنیا کی تمام چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔" (5)

ابوداؤد شریف میں ہے ۔ "حضرت اَبُو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے تین بیٹوں کی پرورش کی، پھر انہیں (پڑھایا) سکھایا۔ان کی شادیاں کرا دیں ۔ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لئیے جنت ہے ۔" (6)

اسلام میں لونڈی کو آدابِ زندگی سکھانے اور اعلیٰ تعلیم دینے کا بھی بہت اجر ہے (7)

حضرت لقمان بن بشیر کہتے ہیں میرے والد (بشیر) نے مجھے بطور ہبہ کوئی چیز عطا کی ۔میری والدہ نے ان سے کہا کہ اس ہبہ پر حضورؐ کو گواہ بناؤ۔چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے حضورؐ کے پاس لائے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ ! اس لڑکے کی ماں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں بطور ہبہ اسے کچھ دوں چنانچہ میں نے اس کے

نام ہبہ کر دیا۔حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری کوئی اولاد بھی ہے۔والد صاحب نے عرض کی "نہیں" ۔تو حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اس پر گواہ نہ بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا ۔تمام اولاد کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان میں برابری کرے ۔" (8)

اس اوپر والی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اولاد کے معاملے میں تفریق جائز نہیں ہے ۔خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ۔سب سے مساوی سلوک کرنا چاہئیے ۔ بعض لوگ اس قسم کے برتاؤ اپناتے ہیں اور لڑکے کو لڑکی پر فضیلت دیتے ہیں ۔ اور یہی فضیلت تعلیم کے معاملے میں بھی اختیار کی جاتی ہے۔ اکثر اوقات لڑکی کو تعلیم سے بےبہرہ رکھا جاتا ہے اور لڑکے کو خوب پڑھایا جاتا ہے۔ والدین اپنی اولاد کے واسطے جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں یا جو کچھ انہیں دیتے ہیں اس میں سب سے عمدہ عطیہ "تعلیم و تربیت " کا ہے۔ اچھے ادب (تعلیم و تربیت) سے افضل کوئی شے باپ اپنے بیٹے کو نہیں دیتا ۔ (9)

عطیہ میں اولاد کے درمیان برابری کرو ۔ اگر کسی کو ترجیح یا فضیلت جائز ہوتی تو میں عورتوں کو افضل اور لائقِ ترجیح قرار دیتا ۔ (10)

ایک اور روایت میں ہے۔" اگر میں کسی کو کسی پر ترجیح دیتا تو عورتوں کو مردوں پر دیتا ۔ (11)

اُوپر کی تمام بحث سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیم جتنی ضروری مردوں کے لئیے ہے ، اتنی ہی ضروری عورتوں کے لئیے بھی ہے۔بلکہ عورتوں کے لئیے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر ترجیح کا سوال پیدا ہوتا تو عورت مرد پر فوقیت رکھتی ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتوں کو تعلیم کے زیور سے کیسے بہرہ مند کیا جائے ؟ تاہم اس کے لئیے

ہمیں اپنے دین کے احکامات کی روشنی کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔جس کے مطابق عورتوں کی تعلیم کا علیحدہ انتظام کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسلام میں عورتوں اور مردوں کا آپس میں میل جول جائز نہیں ۔ مخلوط تعلیم شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہیں ۔بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط ممنوع ہے۔مرد اور عورت کا آزاد اجتماع کئی مفاسد ، خرابیوں اور فتنوں کے دروازے کھولنے کا باعث بنتا ہے ۔بھلا آگ اور روئی کا اتحاد کیسے ہو سکتا ہے۔ شریعت عورت کو تعلیمی ، دینی اور سماجی کاموں کے سلسلے میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دیتی ہے۔مگر اس شرط کے ساتھ کہ ایک تو وہ بناؤ سنگھار کر کے نہ نکلے ، دوسرے مردوں کے ساتھ اختلاط اور آزادانہ میل جول نہ ہو ۔ (12)

امام طبرانی نے حضرت ابن عمرؓ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ۔ "عورت کی ذات قابلِ سترو پوشیدگی ہے۔وہ جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان فخر محسوس کرتا ہے ۔اللہ سے وہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے قلعہ میں محفوظ ہوتی ہے۔

ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا " اور ان کو ان کے گھروں میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے" یعنی یہاں پر عورت کو نماز کے لئیے بھی گھر میں پڑھنے کی تاکید کی ہے۔تاکہ عورت باہر نہ نکلے ۔جبکہ حدیث صحیح میں ہے "اور میں نے اپنے بعد مردوں کے لئیے عورتوں سے بڑھ کر زیادہ ضرر رساں سامانِ فتنہ نہیں چھوڑا ۔ حضرت فاطمہؓ سے پوچھا گیا کہ عورت کے لئیے سب سے بہتر شے کیا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا ۔"وہ نہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انھیں دیکھیں "اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں فرمایا کہ

عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں - اپنی زینت ظاہر نہ کریں - اور اپنی چادریں سینوں پر ڈالے رکھیں - ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کی تعلیم علیحدہ ہو تو بہتر ہے - ہمارے دینِ اسلام نے عورتوں اور مردوں کے ملاپ پر پابندی لگا دی ہے - قرآنِ مجید میں بھی اس بارے میں واضح احکامات ہیں - اور حدیث میں بھی اس بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں -

ایک طرف اللہ اور اس کے رسول کا فرمان ہے کہ عورتیں علم حاصل کریں - عورتوں کے لیئے تعلیم ضروری ہے - دوسری طرف اس بات کے واضح احکامات ہیں کہ عورتوں کے لئیے علیحدہ تعلیم کا بندوبست کیا جائے - مخلوط تعلیم کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے -

علامہ اقبالؒ اس تعلیم کے حق میں نہیں جو عورت کے اخلاق کو نہ سنوارے اور اسے اس کے اصل مقام سے گرا دے - بقول شاعرِ مشرق !

؎ جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت

پاکستان کے مذہبی اور معاشرتی حالات کے تحت ہمیں بھی طالبات کی تعلیم کا جداگانہ انتظام کرنا ہو گا - ہمیں لڑکیوں کو سکول میں پڑھانے کے لئیے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ہوں گے -

- علیحدہ تعلیمی ادارے
- علیحدہ ٹیچرز (معلمات)
- علیحدہ نصاب
- علیحدہ انتظامیہ

اب ہم ہر ایک کے بارے علیحدہ علیحدہ تفصیلی بحث کریں گے۔ سب سے پہلے ہم لڑکیوں کے لئیے علیحدہ تعلیمی اداروں کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ اس حوالے سے کیا صورتحال ہے۔

پاکستان کی تعلیمی پالیسی 80 ۔ 1972 ء میں خواتین کی تعلیم کو کافی اہمیت دی گئی ہے ۔ اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لڑکیاں تعلیم حاصل کریں ۔ اس سلسلے میں حکومتِ پاکستان نے لڑکیوں کے لئیے علیحدہ تعلیمی ادارے اور علیحدہ خواتین اساتذہ کی فراہمی پر زور دیا ہے۔ اس کے علاوہ چھٹے اور ساتویں پنج سالہ منصوبے میں بھی عورتوں کی بہتری پر زور دیا گیا ہے۔ چھٹے منصوبے میں اس بات کا ذکر ہے کہ ہمارے ہاں عورتوں کو بالعموم دوسرے درجے کی شہری سمجھا جاتا ہے ، حالانکہ ان کو برابر کے حقوق دینا ضروری ہیں ۔ عورتوں کو محض گھریلو کام کاج کے لئیے مخصوص کر دینا موزوں نہیں ۔ ساتویں پنج سالہ منصوبے میں ان کی افادیت کو تسلیم کر کے انہیں معاشی ترقی کے مواقع فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے لئیے علیحدہ تعلیمی ادارے ووکیشنل انسٹیٹوٹ' ہینڈی کرافٹ اور سلائی کڑھائی کی سہولتیں بھی فراہم کرنے کے لئیے فنڈز فراہم کئیے گئیے ہیں ۔

جدول 4.1 ـ ٹرینڈ ٹیچرز کی تعداد

سال	پرائمری سکول		مڈل سکول		سیکنڈری سکول	
	مرد	خواتین	مرد	خواتین	مرد	خواتین
1965 ـ 66	57403 90.9%	17436 84.3%	17806 87.7	5287 90.7%	21903 81.2%	6463 87.%
1966 ـ 67	61486 92.6%	18248 84.6%	19250 87.3%	5981 85.9%	23710 83.6%	7,377 83.9%
1972 ـ 73	75144 89.9%	32891 81.1%	30034 88.6%	11328 84.5%	28670 90.2%	12049 85.3%
1973 ـ 74	80689 89.6%	35009 85.1%	30315 94.6%	11561 88.6%	32019 89.4	13276 88.2%

جدول سے ظاہر ہے کہ خواتین اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے۔ جبکہ مرد اساتذہ بہت زیادہ ہیں۔ حالانکہ خواتین ملک کی آبادی کا تقریباً نصف ہیں۔ دوسرے اداروں کے لحاظ سے ان کی نسبت / تعداد بہت کم ہے۔ فی ادارہ خواتین اساتذہ بہت کم تعداد میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم نسواں کے لئیے خواتین اساتذہ کا زیادہ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور چونکہ ہماری آبادی 80% دیہات میں ہے۔ اس لئیے دیہات میں خواتین اساتذہ کی زیادہ تعداد کی ضرورت ہے۔ تاکہ تعلیم نسواں کو فروغ مل سکے۔

اب ہم اس نکتہ پر غور کرتے ہیں کہ اگر خواتین کے لئیے موجودہ تعلیمی ادارے ان کی ضرورت کے مطابق فراہم کریں اور طالبات کو خواتین ٹیچرز فراہم کی جائیں تو اس سلسلے میں کیا خرچ آئیگا۔آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ پرائمری ، مڈل اور سیکنڈری سکول ٹیچرز کی تمام ضرورت مختص شدہ فنڈز سے پوری کر لی جائیں گی۔ ویسے بھی اس وقت تقریباً 50 ہزار پرائمری ٹرینڈ ٹیچرز بے روزگار ہیں ۔اور اعداد و شمار کی روشنی میں پرائمری سطح پر زیادہ تر ٹیچرز عموماً خواتین ہی ہیں ۔ خواتین کے لئیے یہ زیادہ آسان ہے کہ وہ میٹرک کے بعد پی ٹی سی کر کے ملازمت کر لیں ۔ اس کے علاوہ 18 نئے ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ انسٹیٹوٹ مُلک میں کھولے جائیں گے۔(آٹھویں منصوبے کی مدت کے دوران)جو مزید ٹیچرز کی مانگ کو پُورا کر سکیں گے۔ (13)

جیساکہ پہلے بحث میں مذکورہ تھا کہ آٹھویں پنج سالہ منصوبے (98 - 1993) میں اس سلسلے میں جو خرچ ٹیچرز کی تعیناتی اور ان کی ٹریننگ پر ہو گا۔وہ پلان میں مختص شدہ رقم سے پورا ہو جائے گا۔جہاں تک مزید اداروں کے قیام ، توسیع اور ترقی کا تعلق ہے ،پلان میں باقاعدہ اس کے لئیے رقم مختص کی گئی ہے۔

دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا مزاج دیکھتے ہوئے یہ زیادہ ضروری ہے کہ سکول ان کے نزدیک بنائے جائیں عورتوں کے لئیے ادارے علیحدہ ہوں ۔ان کے لئیے اساتذہ خواتین ہوں ۔ اور اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم دیہی خواتین کو متوجہ کرنے کے لئیے اوقاتِ مدرسہ ان کی سہولیات کے مطابق رکھیں ۔ چونکہ لڑکیاں دن میں گھریلو اور کھیت کے کام کاج میں مصروف ہوتی ہیں ۔ اس لئیے ضروری ہے کہ ہم

ان کو دوپہر کے بعد پڑھائیں (یعنی دوپہر 2 / 1 بجے سے شام 6 / 5 بجے تک) تاکہ عورتیں کام کاج سے فراغ ہو کر پڑھائی کی طرف متوجہ ہو سکیں - اسی طرح سے یہی سکول دن میں مردوں کیلئے (طلباء) کیلئے استعمال کئے جا سکتے ہیں - اور شام کو ان طالبات کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے -

نصـــــاب

موزوں نصاب ہی طلبہ و طالبات بالخصوص طالبات کی ضروریات پوری کر سکتا ہے - پاکستان میں طالبات کے لئے الگ نصاب کے لئے اب تک اقدامات نہیں کئے گئے - اس سے یہ مراد ہے کہ طالبات کے لئیے جو نصاب وضع کیا جائے وہ ان کی ضروریات کے مطابق ہو۔ مثلاً ایک دیہی لڑکی کو ایسی مہارت کی ضرورت ہو سکتی ہے کہ وہ کاٹیج انڈسٹری میں بھرپور طریقہ سے شرکت کر سکے - اسے پولٹری کی صنعت کے بارے میں تربیت دی جا سکتی ہے - ہو سکتا ہے کہ دیہی خواتین ، زراعت ، مرغبانی اور کاٹیج وغیرہ کے ذریعہ کچھ کمانا چاہیں تو پھر ان کو ان مہارات کی تربیت دینا ضروری ہو گی - لڑکیوں کو ایسی تعلیم دی جائے اور ان کا نصاب ایسا جدید اور جامع بنایا جائے کہ وہ زراعت فارم اور پولٹری فارم وغیرہ پر دسترس حاصل کر سکیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کی ضرورت کا خیال رکھا جائے - اور اسی لحاظ سے نصاب تیار کیا جائے - (14)

اس سلسلے میں اسلام آباد میں منعقدہ ایک تعلیمی سیمینار (18 - 20 اپریل 1987ء) میں بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے - کہ لڑکیوں کو (پہلے درجے سے تیسرے درجہ تک) قرآنی تعلیم ، حساب ، اسلامیات اردو اور کوئی عملی سبق (آرٹ / کرافٹ وغیرہ) پڑھایا جائے - مڈل اور ہائی درجے کی طالبات کے لئیے سائنس کے مضامین

کی تعلیم بہتر ہے - مڈل اور ہائی سکول کی طالبات کے لئیے ووکیشنل ٹیکنیکل اورپیشہ ورانہ
تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے - (15)

ہمارا نصاب Male - oriented ہے جو عورتوں کی تعلیم کے تقاضے پورے
نہیں کرتا ہے - اس سلسلے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر دو صنف کے لئیے علیحدہ
نصاب وضع کیا جائے اور خصوصی طور پر ایسا نصاب تیار کرنا ضروری ہے - جو عورتوں کی
اُفتادِ طبع ، نفسیات اور ذہنی استعداد کے مطابق ہو - (16)

تاریخی طور پر اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دنوں
جو مضامین پڑھائے جاتے تھے ، ان میں مردوں اور عورتوں کے لئیے
الگ الگ مضامین تعلیمی نظام میں مخصوص تھے - مثلاً مرد عموماً عسکری شعبہ ، طب ، ہیئت
کا شعبہ اختیار کرتے تھے ، اور خواتین زیادہ تر دینی علوم کے شعبے میں دسترس حاصل
کرنا پسند کرتی تھیں - (17)

عورت اور مرد کے طبائع میں اختلاف اور معاشرے میں ان کے کردار کی الگ الگ
نوعیت کے باوجود ان کو یکساں نصاب پڑھانا تعلیمی نقطۂ نظر سے کسی طور پر مناسب نہیں
ہے - 1978ء کی ہماری تعلیمی پالیسی میں بھی اس ضرورت کو محسوس کیا گیا ہے -
کہ خواتین کے لئیے علیحدہ نصاب مرتب کیا جائے - (18)

ہمارے پالیسی سازوں کو اس بنیادی حقیقت کا احساس کرنا چاہئیے - کہ اسی
تعلیم کو مقبولیت اور فروغ حاصل ہو گا جو مفید اور ضروری ہے - جو نصاب اور نظام افراد کو
صرف ملازمت کے لئیے تیار کرے وہ خواتین میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکے گا - اگر خواتین

کو جہالت کی تاریکیوں سے نکالنا ہے اور انہیں تعلیم یافتہ بنانا ہے۔تو ان کے لئے ایسا
نصاب مرتب کیا جانا چاہئیے جو ان کی فطری اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو
اور یہ تعلیم ایسے ماحول میں دی جانی چاہئیے جیسے مسلم معاشرے کا ضمیر قبول کرے۔ (19)

چنانچہ بعض ماہرینِ تعلیم اور دانشور اس سلسلے میں تجاویز بھی مرتب کر چکے
ہیں - مثلاً نعیم صدیقی خواتین کے نصاب کے بارے میں راہنمائی دیتے ہوئے فرماتے ہیں
کہ سائنس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم پر غور کیا جاسکتا ہے۔

پہلا جزو - تاریخ -تاریخ اسلام -تاریخ اسلام اور
(مغربی امپیریلزم کے ظہور سے اب تک) تاریخ تحریکات اسلامی ، برصغیر کی تاریخ سوشیالوجی ،
اقتصادیات - پولیٹکل سائنس اور قانون

لسانیات - انگریزی - اردو - پنجابی -پشتو -سندھی -بلوچی - فرانسیسی -جرمنی
روسی - چینی -ہندی -سنسکرت -عربی -فارسی -عبرانی وغیرہ

اسلامیات - تفسیر -حدیث - فقہ- تاریخ اسلام اور تاریخ امت محمدیہ (دور
نبوت -خلافت اور مابعد)۔اسلام اور دوسرے مذاہب کا تقابلی جائزہ - جدید مساوی
تحریکات کا مطالعہ -ماضی اور حال کی اسلامی تحریکات کا مطالعہ۔

انتہائی لازمی اور بُنیادی مضمون بہ عنوان اسلامی حکمتِ حیات (Islamic Wisdom Life)
شروع سے آخر تک طالبات کے ذہن اور کردار کو اسلام سے ہم آہنگ کرتا ہے- اسلامی طرزِ
فکر -عبادات -اخلاقیات -تفسیر - حدیث، فقہ اور کلام پر مشتمل -

دوسرا جزو - مطالعۂ پاکستان

تیسرا جزو - خواتین کے بارے میں اہم اسباق اور معلومات - تحریک آزادیٔ نسواں ، مساواتِ مرد وزن - پردہ - خواتین میدان میں (معاشی، معاشرتی، سیاسی - قانونی وغیرہ)۔ ان تمام مضامین کی نئی درسیات تیار ہونے تک یوں کام چلایا جا سکتا ہے

کہ مضمون کے ساتھ ایک مختصر سا اضافی کورس شامل کر دیا جائے جو مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہو -

- اس مضمون کے متعلق قرآن اور حدیث کی راہنمائی -
- اس خاص دائرۂ علم میں مسلمانوں کا کیا ہوا کام
- اس مضمون میں لادین مادہ پرستانہ تہذیب کے متعلق معلومات - یہ ضرورتیں اب تک شائع شدہ لٹریچر (اردو ، عربی - انگریزی) جس میں کتب - مقالات - مضامین وغیرہ سے پوری ہو سکتی ہیں - چند مقالات یا اقتباسات کو بطور مجموعہ مرتب کرایا جا سکتا ہے۔

ایسے اضافی کورسز میں سے بھی امتحانی سوالات دئیے جائیں جو کم از کم 25% نمبروں پر مشتمل ہوں - اضافی کورسز یعنی اسلامی حصہ اور فاسد مغربی تہذیب کے متعلق تنقیدی حصہ سے متعلق پرچے یا سوالات میں پاس ہونے کے لئیے کامیابی کے نمبر حاصل کئیے بغیر کامیاب قرار نہ دیا جائے - ہر مضمون سے متعلق ٹیچرز گائیڈ بکس تیار کی جا سکتی ہیں جو کہ واضح کریں کہ کس مضمون کو کس طرح سے پڑھانا ہے؟ (20)

حکیم سعید صاحب نے خواتین کے نصاب کے بارے میں مندرجہ ذیل راہنمائی فرمائی ہے -

ابتدائی تعلیم - کی سطح پر لڑکیوں کا نصاب لڑکوں کے نصاب سے مختلف رکھنے

کی ضرورت نہیں - البتہ ثانوی ، اعلیٰ ثانوی اور یونیورسٹی کی سطح پر مردوں کو پڑھائے جانے والے نصاب کے علاوہ خواتین کو اپنی استعداد ، ضروریات قومی ،فطری معاشی اور معاشرتی تقاضوں کے مطابق ایسے مضامین کے انتخاب کے مواقع مہیا کئیے جائیں جو حال اور مستقبل کی زندگی میں ان کے لئیے کارآمد ثابت ہوں - ابتدائی سطح کے لئیے تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام اساتذہ خواتین ہوں - اس سطح پر بچوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ خواتین اساتذہ ہی بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں - اس مقصد کے لئیے حتی الامکان جلد فیصلہ ہونا چاہئیے - اور پھر اس پر عمل درآمد میں تاخیر بھی نہیں ہونی چاہئیے -

__ثانوی تعلیم__ - اس سطح پر عام تعلیم جو لڑکوں کو دی جاتی ہے - اس کے ساتھ لڑکیوں کے نصاب میں ایسے اضافی مضامین شامل کئیے جائیں کہ جو ان کی زندگی کے فطری تقاضوں اور قومی ضروریات سے ہم آہنگ ہوں - اس سطح پر زبانوں کی تعلیم پر خاص زور دیا جائے - زبانوں میں اردو - انگریزی اور مادری زبان کی تعلیم لازمی ہو - پھر زبانوں کی تعلیم میں دو طرفہ ترجمہ بھی شامل کیا جائے - پیشہ ورانہ فنون جن میں تجارتی فنون (Commercial Arts) ، تیمار داری (Nursing) ٹائپ کاری ، مختصر نویسی (SHORT HAND) ، مرغبانی ، کتابت ، فنون لطیفہ (Fine Arts) ، گڑیا سازی اور مصوری وغیرہ پر توجہ دی جائے - پھر اس سطح پر آخری دو برس میں تین قسم کے نصاب ہوں -

1 - اعلیٰ سطح کا اکیڈمک نصاب جس کے بعد کچھ طالبات یونیورسٹی تعلیم کی طرف جائیں -

2 - پیشہ ورانہ تعلیم کا نصاب جو پولی ٹیکنیک میں جائے - اس میں نرسنگ ، کمرشل اور فائن آرٹس بھی شامل ہوں -

3 - خانگی معاشیات (Home Economics)- اس میں سلائی ، کڑھائی ، کھانا پکانا ، حفظانِ صحت ، فزیالوجی ، بچوں کی نفسیات ، نرسنگ و بجلی کی مرمت کا کام وغیرہ شامل ہوں -

اعلٰی تعلیم - خواتین کی اعلٰی تعلیم کا معیار کسی طرح بھی مردوں کی اعلٰی تعلیم کے معیار سے مختلف اور کمتر نہیں ہونا چاہئیے - اس سطح پر صرف ان خواتین کا انتخاب ہونا چاہئیے جو ذہنی طور پر اعلٰی تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوں اور علمی اور تحقیقات میں شریک ہونے کی ذہنی استطاعت رکھتی ہوں - جسطرح اعلٰی ثانوی اور ثانوی سطح پر کئی اضافی مضامین شامل تھے - اسی طرح اعلٰی سطح کی تعلیم میں بھی ان مضامین کو شامل کیا جائے - کالجوں میں پڑھائے والے مضامین میں ایک لازمی جزو خواتین کے لئیے دینی تعلیم مع تاریخِ نامورخواتینِ اسلام ہو گا - دیگر مضامین کی فہرستیں حسبِ ذیل اور کچھ مزید مضامین شامل کئیے جا سکتے ہیں -

پیشہ ورانہ مضامین - سیکرٹریٹ ٹرینگ ، کمرشل آرٹس ، انڈسٹریل آرٹس ، فائن آرٹس ، غذائیات کی ٹرینگ ، پینٹنگ ، نرسنگ ، خطاطی اور ایڈوانسڈ ہوم اکنامکس

غیر ملکی زبانیں

- سوشل ورک - جس میں عملی کام بھی شامل ہوں اور ناخواندہ لوگوں کو خواندہ بنانے پر زور دیا جائے -

معاشیات ، سیاسیات اور ایجوکیشن

ان جیسے مضامین کے لیے کم از کم ایک تہائی نمبر مختص کئے جائیں ۔ جو عملی کام ہو سکتے ہوں اور جس میں پسماندہ علاقوں کے لوگوں کی ناخواندگی دور کرنا ، صفائی ، صحت ، حفظان صحت اور مذہبی تعلیم کے بنیادی اصولوں کی تدریس شامل ہو ۔

خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹی

اسلامی معاشرے کی تشکیل میں خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹی ایک اہم اور مفید ادارہ ہوگا ۔ ابتدائی انتظامی دشواریوں سے قطع نظر وطن عزیز میں خواتین کے لیے ابتداءً ایک یونیورسٹی بلاتاخیر قائم کی جائے ۔ اور بعد ازاں مناسب وقفوں کے ساتھ اور موزوں جگہوں پر خواتین کی مزید یونیورسٹیاں بنا دی جائیں ۔ (21)

اس بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں یہی عرض ہے کہ خواتین کے لیے نصاب ایسا ہو جو اسلام اور پاکستان کا رنگ لیے ہوئے ہو ۔ جس میں خواتین کے فطری تقاضے پورے ہوتے ہوں ۔ مزید براں خواتین کی تحدیدات اور ان کے مسائل کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے لیے نصاب تجویز کیا جائے ۔ ایسا نصاب جو انہیں نہ صرف اچھی ماں اور بیوی بنائے بلکہ معاشرہ میں انہیں مفید اور کارآمد رکن بنائے ۔

خواتین انتظامیہ :- علیحدہ تعلیمی ادارے اور الگ نصاب کی طرح خواتین کے لیے الگ انتظامیہ کی بھی ضرورت ہے ۔ عورت پیدائشی منتظم ہے جو گھر کا انتظام اور بچہ کی تعلیم و تربیت کا نظام بہترین طریقے سے چلاتی ہے ۔ قدرت نے مرد اور عورت

کی تخلیق کی۔ دونوں ایک دوسرے کے لئیے لازم و ملزوم ہیں ۔ دونوں مل جل کر اپنے حُسنِ انتظام سے اس دنیا کو رہنے کے قابل بناتے ہیں ۔کسی بھی سسٹم کو کامیاب کرنے کیلئے (دونوں ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں) ،عورت کو اگر صحیح تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے تو وہ تعمیرِ وطن اور قوم کی تقدیر بدلنے میں بہترین رول ادا کر سکتی ہے۔ (22)

کوئی بھی قوم با صلاحیت منتظم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی تعمیرِ وطن میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔اور اچھے منتظم کیلئے تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ایک خاتون کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ ہمارے ہاں تعلیمی انتظامیہ میں عورتوں کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔عورتوں کو کم درجہ کی پوسٹ اور کم آمدنی والی جگہ پر تعینات کیا جاتا ہے۔خواہ اس کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ مَرد کے برابر ہو ۔ عورتوں کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ وہ بحیثیتِ منتظم کامیاب نہیں ہو سکتیں ۔ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں ۔ اس لئیے صحیح فیصلہ نہیں کر سکتیں اور زیادہ تر دفتر سے وہ غیر حاضر رہتی ہیں ۔ان کا علم اور ان کے مسائل کے حل کے لئیے طریقۂ کار عموماً غلط ہوتا ہے۔وغیرہ وغیرہ تاہم یہ خیال پوری طرح درست نہیں ۔ ہمارے ہاں خواتین (تعداد میں کم سہی) مختلف شعبوں میں انتظامی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کر چکی ہیں ۔ اس کے باوجود پاکستان میں انتظامی سطح پر ان کی شرکت نہ ہونے کے برابر ہے۔اس کا اندازہ ذیل کی تفصیل سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

اعلیٰ انتظامی عہدے ۔

اس میں وفاقی اور صوبائی تعلیمی محکمے شامل ہیں ۔جہاں کہ پالیسی سازی کی جاتی ہے۔ ! اس میں گریڈ 20 اور اس کے اوپر کے عہدے شامل ہیں ۔اس بریکٹ میں

بمشکل ایک فیصد خاتون کی نمائندگی ہے-اور گریڈ 19 تک 5% نمائندگی ہے-

انتظامی عہدے - (درمیانہ درجہ) -یونیورسٹی ڈویژن اور ڈسٹرکٹ کی سطح تک عہدے -ڈویژن کی سطح تک 20% اور ضلع کی سطح تک 50% اور یونیورسٹی کی سطح پر نہ ہونے کے برابر (اکاد کا مثالیں موجود ہیں)

نچلی درجہ کی انتظامی پوسٹیں - اس میں پرنسپل -ہیڈماسٹرز وغیرہ شامل ہیں جن کا پالیسی اور Decision making سے کوئی تعلق نہیں - عورتوں کی نمائندگی اس میں 1951ء میں 15%،1961ء میں 19% اور 1971ء میں 27% تھی - (23)

پروفیسر ایس پی مرزا نے اپنی رپورٹ میں خواتین انتظامیہ کے بارے میں اپنے تاثرات اس طرح بیان کئے ہیں -

پنجاب میں 70 فیصد تعلیمی انتظامی عہدوں میں سے صرف 8 پر خواتین تعینات ہیں (یہ پوسٹ ایجوکیشن سیکرٹری کی پوسٹ سے لیکر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کی سطح تک ہیں) حالانکہ پڑھی لکھی اور تجربہ کار خواتین کی کمی نہیں ہے- نیچے ایک جدول دیا جاتا ہے-جو کہ انتظامی پوسٹ پر خواتین کی تعداد کے بارے وضاحت کرتا ہے-

جـــدول 4.2 : تعلیمی انتـــظامی پوســـٹوں کی تقسیم

1	ایجوکیشن سیکرٹری	1 مرد
2	ایڈیشنل ایجوکیشن سیکرٹری	2 مرد
3	ڈپٹی سیکرٹری	6 (4 مرد 2+ خواتین)
4	سیکشن آفیسر	24 مرد
5	چیئرمین بورڈ آف انٹرمیڈیٹ	5 مرد
6	چیئرمین بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن	1 مرد
7	ریجنل ڈائریکٹر آف ایجوکیشن	5 مرد
8	ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن	1 مرد
9	ڈائریکٹر آف کری کُلَم اینڈ ریسرچ	1 خالی
10	ڈائریکٹر ایکویپمنٹ سنٹر	1 مرد
11	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز	26 (21 مرد + 5 خواتین)
12	ڈائریکٹر ایجوکیشن ایکسٹنشن سنٹر	1 خاتون

کل پوسٹ 74 مرد حضرات ـ 66 خواتین ـ 8

یہ سوال کہ خواتین کی علیحدہ تعلیم کیوں ضروری ہے ؟ میرے خیال میں اب تک کی بحث نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں تاریخی اور اسلامی پس منظر میں تعلیم نسواں کی اہمیت کا جائزہ لیا ہے۔ مزید برآں پاکستان جیسے ترقی پزیر بلکہ تعلیمی لحاظ سے پس ماندہ ملک جس کے ایک صوبے بلوچستان میں ابتدائی تعلیم کی سطح پر خواتین کی شرحِ داخلہ صرف 8% ہے ۔ اور وہاں کی خواتین میں سے صرف 1.75% خواندہ ہیں ، خواتین کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینے کی از حد ضرورت ہے ۔ اس پس منظر میں ہر تعلیمی پالیسی میں خواتین کی تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ 1947ء کی تعلیمی پالیسی میں کہا گیا ہے کہ لڑکیوں کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے کھولے جائیں گے ۔ تعلیمی نصابات میں لڑکیوں کے لئے نرسنگ ، فرسٹ ایڈ ، صحت و صفائی ، گھریلو سائنس جیسے مضامین شامل کئے جائیں ۔ نیز خواتین کیلئے خصوصی سہولتیں جیسے ۔ وظائف اور بسیں وغیرہ فراہم کی جائیں گی۔ ان کے لئے تربیت اور ملازمت کے بہتر مواقع فراہم کئے جائیں گے ۔ 1959ء کی تعلیمی پالیسی میں خواتین اساتذہ کی تعیناتی کی سفارش کی گئی ۔ نصاب میں خواتین کیلئے دستکاری ۔ سلائی کڑھائی ۔ بُنائی ۔ کتائی، پرورشِ اطفال وغیرہ مضامین شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ دفاع اور دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بھی عورتوں کے مزاج اور جسمانی ساخت سے ہم آہنگ ملازمتوں میں خواتین کے لئے مواقع فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ نصاب میں غذا و غذائیت ۔ پارچہ بافی ۔ داخلی تزئین ، خانگی معاشیات، حساب داری ۔ تجارتی بنکاری وغیرہ بھی مضامین میں شامل کرنے کی سفارش کی گئی ۔ 1972ء کی تعلیمی پالیسی میں خواتین کو تعلیم کے یکساں مواقع فراہم

کرنے پر زور دیا۔ 1979ء کی تعلیمی پالیسی میں خواتین کی تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ اس پالیسی کے تحت خواتین کے علیحدہ نصاب کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا۔ اور پروگرام بنایا گیا کہ ابتدائی تعلیم کی سطح پر 30،000 خواتین اساتذہ بھرتی کی جائیں گی۔ اور 6،50،000 لڑکیاں داخل کی جائیں گی۔ 5000 معلم مدارس (لڑکیوں کیلئے) قائم کئے جائیں گے۔

1992ء کی تعلیمی پالیسی میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے فاصلاتی پروگرام کے ذریعہ خواتین کی تعلیم کو فروغ دیا جائے گا۔ (24)

تعلیم اور ترقی کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے خواتین کو تعلیم کے حق سے محروم رکھنا زیادتی کے زمرہ میں آتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں خواتین کے ساتھ امتیازی برتاؤ روا رکھا جاتا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ کہ عورتوں کی رسائی خاص انتظامی عہدوں تک نہ ہو۔

سٹاک ہوم کی ایک رپورٹ کے مطابق (1986) "سویڈن میں عورتوں کا مرتبہ" (Status of Women in Sweden) میں کہا گیا ہے۔ کہ اگر عورتوں کو تعلیم سے بہرہ ور کر کے ان کو (ان کی طبع اور جسمانی اور دماغی قوت کے لحاظ سے) کام پر لگایا جائے تو قومی آمدنی میں 25% اضافہ ہو گا۔ اور اگر عورتوں کے اس سلسلے میں تمام خدشات ختم کر دئیے جائیں اور اس راہ میں حائل دشواریوں کو ختم کر دیا جائے اور اس کے خلاف تعصب کو ختم کر کے ان کو تعلیم اور روزگار کے مساوی مواقع فراہم کئے جائیں تو پھر قومی آمدنی میں 50% اضافہ ہو گا۔ (25)

اس وقت عورتیں ملازمت کی طرف آ رہی ہیں ۔ ان میں ٹیکسٹائل ۔ فارماسوٹیکل، پیکنگ ، فشریز وغیرہ میں عورتیں کام کرتی ہیں ۔ عورتیں جو کہ ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتیں ۔ چائے ۔ سگریٹ ۔ گپ بازی اور دفتر سے باہر جانے سے احتراز کرتی ہیں اور ان کی پیداواری صلاحیت اس لحاظ سے مردوں سے بہتر ہے ۔ عورتیں جو گھریلو کام کاج نمٹاتی ہیں اور مردوں کو اس جھمیلے سے دُور رکھ کر ان کو کام کے مواقع میسر کراتی ہیں ۔ کچھ عورتیں پارٹ ٹائم کام کرتی ہیں ۔ اس طرح اپنے گھر کے کام کاج کو بھی سنبھالتی ہیں ۔ اب عورت کو غیر پیداواری اور ان پڑھ گنوار جیسے خطاب سے نہیں نوازا جا سکتا ۔ کیونکہ تعلیم نے عورتوں کو ملکی ترقی میں ساتھ بٹانے کے قابل بنا دیا ہے ۔ (26)

خواتین کی تعلیم کی اہمیت کو بین الاقوامی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں 9 ۔ 5 سال کی عمر کی تمام بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے ۔ عورتوں کی تعلیم کا نتیجہ ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کے ساتھ ان کی آمدنی میں بھی اضافہ کی صورت میں نکلتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی تعلیمِ نسواں عورتوں کی بہتر صحت اور ان کی فلاح و بہبود کی ضمانت فراہم کرتی ہے ۔ اس سلسلے میں وزارتِ تعلیم نے بہت سے اقدامات کئے ہیں ۔ جن میں گرلز سکولوں کی تعداد میں اضافہ اور خواتین اساتذہ کی کمی کو پُورا کرنا شامل ہے ۔ (27)

پاکستانی عورتیں اب تک مردوں سے تعلیم کی دوڑ میں پیچھے رہی ہیں ۔ اس کی وجہ ہماری معاشرتی اقدار ہیں ۔ جس کی وجہ سے عورتیں تعلیم سے محروم رکھی جاتی ہیں ۔ اسلام اور دستورِ پاکستان عورتوں کو ہر میدان میں مساوی حقوق دیتا

ہے۔عورتوں کی ترقی ، ملکی ترقی کا حصہ ہے۔اس سلسلے میں 1979ء میں ویمن ڈویژن اسلام آباد میں قائم ہوا تاکہ عورتوں کی تعلیم اور ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔

آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں عورتوں کا تعلیمی درجہ بڑھایا جانے پر زور دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں دیہات میں پرائمری ایجوکیشن میں عورتوں کی ٹیچنگ میں 61% سیٹس ریزرو رکھی ہیں۔ 98۔1993 میں ساتھ ساتھ طالبات کے لئیے ٹیکسٹ بک کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔طالبات کے لئیے خوراک کا بندوبست کیا جائے گا۔ خواتین اساتذہ کے لئے زیادہ مراعات دی جائیں گی ۔ ان کو گاؤں میں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ غرضیکہ عورتوں کو تعلیم کی فراہمی یقینی بنا کر ان کو ملکی معیشت میں فعال حیثیت دی جائے گی۔ (28)

اوپر کی بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں حق بجانب ہیں کہ Human Resources میں سب سے زیادہ خواتین کی تعلیم کو Develop کرنے کی ضرورت ہے۔ جیساکہ ہمارا ایک خاص ماحول ہے۔ہمارا دین ہمیں مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے منع کرتا ہے۔اس لئیے جداگانہ تعلیم ہی عورتوں کے لئیے ضروری ہے۔عورت کے تعلیم یافتہ ہونے سے پورا خاندان تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔جیساکہ پنولین نے کہا تھا کہ "مجھے ایک بہتر ماں دو ، میں تمھیں ایک بہتر قوم دونگا"۔ اس سلسلے میں ہمیں ہر قیمت پر عورتوں کی تعلیم کو فروغ دے کر ان کو پیداواری (Productive) بنا کر ملکی استحکام اور معاشی ترقی میں ایک مضبوط ستون کے طور پر لایا جائے ۔

ہماری سماجی و معاشی فضا (Socio-economic Environment) کے مطابق خواتین کو تعلیم دینے کے لئیے ایک خاص ماحول کی ضرورت ہے اور وہ ماحول ہے :

- خواتین کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے
- خواتین کے لئیے خواتین ٹیچرز
- خواتین کے لئیے علیحدہ نصاب

ان سب کو یکجا کر دیا جائے تو ہم بہترین نتائج حاصل کر سکتے ہیں - عورت کی تعلیم پر اتنا خرچ نہیں ہو گا جتناکہ اس سے فائدہ ہو گا۔ ویسے بھی ماہرینِ معاشیات تعلیم پر خرچ کرنے کو سرمایہ کاری سے تشبیہ دیتے ہیں - عورت کے تعلیم یافتہ ہونے سے ایک پورا خاندان تعلیم یافتہ ہوتا ہے۔اس طرح خاندانوں کے پڑھ لکھ جانے سے معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ اور معاشرتی ترقی ملک و قوم کے لئیے آبِ حیات ہے۔ اس لئیے بِلا تأمُّل کہا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے لئیے جُداگانہ تعلیم نہ صرف آج کی ضرورت ہے بلکہ ہمارے مسائل کا حل بھی ہے اور مستقبل کی ترقی کی ضمانت بھی -

حوالہ جات

1 ۔ معارف القرآن ، جلد 2 ، ص 289

2 ۔ عبدالستار مفتی ، النحو ، جلد 11 ، شمارہ 11 ، مئی 1994 ، ص 531

3 ۔ امام راغب اصفہانی ، المفردات ، طبع مصر ، 138ھ ، ص 29

4 ۔ علی متقی الہندی ، کنز العمّال ، طبع حیدر آباد دکن ، 1395ھ ، ص 48

5 ۔ قاضی احمد بن شعیب ، سننِ نسائی ، ص 76

6 ۔ سلمان بن اشعث ، سننِ ابی داود ، ص 700ھ

7 ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ، فتح الباری ، 1401ھ ، ص 19

8 ۔ احمد البناء ، الفتح الربانی ترتیب مسند احمد ، ص 45 : 19

9 ۔ ایضاً ، ص 49 : 19

10 ۔ علی متقی الہندی ، کنز العمال ، ص 42

11 ۔ ایضاً ، ص 49

12 ۔ حافظ محمد سعد اللہ منہاج ، حیثیتِ نسواں ، (حصہ دوم) ، 1984 ، ص 151

13- Planning Commission, 8th Five-years Plan (1993-98), P. 320-21

14- Feroza Yasmeen, An Overview of Federal Education, Article published in the 'Critical Issues Concerning Women Education, Women Division, Govt. of Pakistan, Islamabad; P. 7

15. Academic Education Planning and Management, Islamabad, Oct. 1987; Report of the Seminar on Criticula Issued, Concerning Female Education. P. 11.

16- Sarfaraz Khawja, Basic Education for Females, 1989, P. 8.

17 ۔ ڈاکٹر احمد شلبی ، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ ، ص 161 ۔ 156

18 ۔ پروفیسر مسلم سجاد ، قومی تعلیمی پالیسی ــــــ ایک جائزہ (2002 ۔ 1992) ، ص 13

19 ـ پروفیسر نیاز عرفان ، قومی تعلیمی پالیسیاں ـــــ تقابلی جائزہ ، ص 77

20 ـ نعیم صدیقی ، "جامعہ خواتین کیوں اور کیسے " ، ترجمان القرآن ، جلد 89، مئی 87،
شمارہ 3 ، ص 31 ـ 28

21 ـ حکیم محمد سعید ، مقدمۂ تعلیم ، ہمدرد ، جُون 97 ، ص 40 ـ 39

22- Women Division, Govt. of Pakistan, Some Outstanding Contributions of Pakistani Women in the field of Education (paper); P. 1

23- Ministry of Education, Islamabad; Women's Role, Conflicts and Educational Administration; (paper); P. 220

24 ـ انسٹیٹوٹ آف پالیسی سٹیڈیز ، قومی تعلیمی پالیسیاں ـــــ تقابلی جائزہ ، ص 77 ـ 75

25- Humala Khalid, Education of Women and National Devt, N.E.C., Islamabad, 1990, P. 45.

26- Khawar Mumtaz and Fareeda Shaheed, Women of Pakistan, P. 24-25

27- Govt. of Pakistan, Economic Survey of Pakistan (1996-97); P. 121

28. Planning Commission, 8th Five-year Plan (1993-98); P. 313-314.